REGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۱۱ | ۱۹ شہادت ۱۳۴۱ھش | ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۸۱ھ | ۱۹ اپریل ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ اپریل (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً اچھی رہی۔ الحمد للہ۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ حسب معمول کل بھی حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان ۱۷ اپریل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

حیدر آباد (دکن) میں ایک دلچسپ تبلیغی پروگرام

مکرم محمد ابراہیم خان صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد کی مخلصانہ کوششوں سے حیدر آباد کے محلہ کاچی گوڑہ کے نوجوانوں میں ایک وسیع تبلیغی ماحول پیدا ہوا ہے چنانچہ ان نوجوانوں کی دعوت پر مورخہ ۱۸/۳/۶۲ بروز اتوار رات کے ۹ بجے جناب چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ انچارج علاقہ مذکورہ مع جماعت کے دوسرے خدام کے کاچی گوڑہ پہونچے۔ چونکہ یہ پہلے طے ہو چکا تھا کہ تقاریر اختلافی مضامین پر ہونگی۔ اس لئے پہلے وفات مسیح کے مسئلہ کو ہی مدنظر رکھ کر پروگرام مرتب کیا گیا۔ غیر احمدی نوجوانوں کی طرف سے جناب عظمی صاحب گفتگو کے لئے مقرر تھے۔ باقاعدہ سٹیج کا انتظام تھا تقاریر سے پہلے چوہدری مبارک علی صاحب اور عظمی صاحب کے درمیان شرائط تبادلہ خیالات طے ہوئیں۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت چوہدری مبارک علی صاحب شروع ہوئی۔ عظمی صاحب نے بعد ازاں تقریر شروع کی۔ مگر تمہید اتنی لمبی ہو گئی کہ سوا گھنٹہ کی تقریر کے باوجود اصل موضوع کو وہ شروع نہ کر سکے۔ عظمی صاحب کی تقریر کے بعد جماعت کی طرف سے مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال نے جوابی تقریر فرمائی۔ دونوں تقاریر کے بعد چوہدری مبارک علی صاحب نے ہر دو مقررین اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور مختصراً جماعت کے عقائد اور تبلیغی جدوجہد پر روشنی ڈالی۔ چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تھا اس لئے یہ طے پایا کہ مورخہ ۲۵/۳/۶۲ کو احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں اس مذاکرہ کا انعقاد ہوگا۔ باوجود اس کے کہ اس محلہ کے ملاؤں نیز بڑوں نے نوجوانوں کو جلسہ میں شامل ہونے کی سختی سے ممانعت کی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کا فتویٰ بھی دیا گیا تھا۔ مگر پھر بھی یہ جلسہ نہایت ہی پُر امن اور دوستانہ فضا میں کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اور آخر میں چوہدری مبارک علی صاحب نے دعا کروائی اور جلسہ برخواست ہوا۔

حسب پروگرام مورخہ ۲۵/۳/۶۲ کو احمدیہ جوبلی ہال میں اس تبلیغی مذاکرہ کا انتظام کیا گیا تھا چونکہ ہم نے نوجوانوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو جوبلی ہال میں لانے کے لئے موٹروں کا انتظام کیا جائے گا۔ اس لئے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد و سکندر آباد اور مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی اسسٹنٹ سیکرٹری گورنمنٹ آف آندھرا پردیش اور مقامی جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن ہر دو اصحاب کی موٹریں غیر احمدی نوجوانوں کو لانے اور لے جانے کیلئے کام آئیں۔ چنانچہ ٹھیک ½۹ بجے زیر صدارت جناب عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی مذاکرہ شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم جناب عظمی صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ مقرر موصوف نے باوجود ہماری خواہش کے اصل موضوع کو بیان کرنا نہ معلوم کیوں مناسب نہ سمجھا البتہ قرآن کریم کی بعض آیات سے حضرت مریم علیہا السلام کی فضیلت کو قیامت تک کے لئے تمام جہانوں کی عورتوں پر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ آپ کے بعد چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے جوابی تقریر فرمائی۔ آپ نے وضاحت سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی امتیازی فضیلت کا ذکر آتا ہے اگر معمولی غور و تدبر کیا جائے اور قرآن کریم کے اس حصہ کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم ان دو بزرگوں پر عائد کردہ الزامات کی تردید کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کے سنگین قسم کے الزامات کی وجہ سے ان دونوں ماں بیٹے کا کیس آنا گزر رہا تھا کہ قرآن کریم کو ایک دیانتدار اور پیشہ کار وکیل کی طرح مختلف رنگ میں اپنے ان موکلوں کی پوزیشن کو صاف کرنا پڑا۔ اس لئے ان دونوں بزرگ ہستیوں کا مختلف مقامات پر خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور وجہ فضیلت نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ایک طرف قرآن کریم کے اس اسلوب بیان پر عدم تدبر کی وجہ سے بعض مسلمانوں کو ٹھوکر لگی ہے اور دوسری طرف عیسائیوں نے ان آیات کو غلط رنگ میں استعمال کرتے ہوئے۔ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ چوہدری صاحب موصوف نے ان آیات کی تشریح فرمائی۔ چوہدری صاحب کے بعد صدر صاحب نے غیر احمدی مقرر سے درخواست کی کہ اصل موضوع یعنی وفات مسیح پر روشنی ڈالیں۔ مگر انہوں اپنی عدم تیاری کی وجہ سے آئندہ ہفتہ تقریر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ ازاں بعد مبلغ سلسلہ نے مختصراً وفات مسیح سے متعلق قرآنی دلائل پیش کئے۔ اور علمی مذاکرہ ٹھیک ½۱۱ بجے خیر و خوبی ختم ہوا۔ اور آئندہ ہفتہ کے پروگرام کا اعلان کیا گیا۔

مورخہ ۱/۴/۶۲ کے پروگرام کیلئے انگلش اور اردو اخبارات کے ذریعہ اعلان کیا گیا تھا۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق عظمی صاحب تو تشریف نہ لا سکے۔ البتہ دوسرے غیر احمدی معززین اور عیسائی دوست تشریف لائے۔ عیسائیوں کے انڈین مشن حیدر آباد کے انچارج کی طرف سے اخبارات میں وفات مسیح کے مسئلہ کی اشاعت پر سخت تلملاہٹ کا اظہار کیا گیا۔ اخبارات میں بھی اعلان کروایا اور ہمیں بھی ایک چٹھی لکھی گئی۔ حسب پروگرام ½۹ بجے اس جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب چوہدری مبارک علی صاحب فاضل مبلغ انچارج حیدر آباد دکن شروع ہوئی۔ سب سے پہلے چوہدری صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ مذہب جس قدر فراخ دلی اور وسعت قلبی کا ثبوت دیتا ہے آج مذاہب کے پیرو اسی قدر تنگدل اور متعصب ہوتے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے آئندہ نسل اس قسم کے مذہبی دیوانوں کا نمونہ دیکھ کر مذہب سے متنفر ہوتی جا رہی ہے۔ اگر ہاکی۔ فٹ بال۔ کرکٹ کے کھلاڑی ایک دوسرے کے پاس جا کر نہایت دوستانہ فضا میں کھیل کر آ سکتے ہیں اور باوجود ہارنے اور جیتنے کے ان کے تعلقات میں فرق نہیں آتا۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے پاس اپنے اختلافی مسائل پر گفتگو کرنے نہیں جا سکتے۔ ہمیں اپنے اندر سپورٹسمین سپرٹ Sportsman پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہمیں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ کر فیصلہ کرنے میں آسانی رہے۔ جس طرح آپ بھائی ہمارے پاس تشریف لائے ہیں ہم بھی بشرط موقعہ جس محلہ میں ہمیں بلائیں ہم آنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بعد صدر صاحب نے عیسائی دوست کو تقریر کرنے کے لئے بلایا۔ ہمارے عیسائی مقرر نے بائیبل اور انجیل سے انسان کی پیدائش پر روشنی ڈالی۔ اور آدم کے گناہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح کی ولادت کا ذکر کیا۔ عیسائی مقرر کے بعد ایک غیر احمدی دوست نے رفع عیسیٰ الی السماء کے متعلق قرآن کریم کی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ الخ کی رو سے استدلال فرمایا۔ غیر احمدی مقرر کے بعد مکرم بشیر الدین صاحب فاضل اسسٹنٹ انچارج (باقی صفحہ ۲ پر)

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۲ء

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی عالمگیر تبلیغ

کم وبیش دو ماہ ہوئے کہ اخبار صدق جدید میں "مشورے اور گذارشیں" کے زیر عنوان تبلیغ کے متعلق ایک سوال اور اُس کا جواب شائع ہوا تھا۔ دریافت کیا گیا کہ

"آج کل مختلف مکتب فکر کے علماء تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں ... کن کے ساتھ مل کر مخلوق خدا کو شرک و بدعت سے روکا جا سکتا ہے اور کون سا طریقہ زود اثر ہوگا؟"

اس کے جواب میں لکھا گیا کہ

نیتوں کا معاملہ عالم الغیب کے حوالہ کیجئے ... اور جو جماعت سب سے بڑھ کر کارگذار معلوم ہو اس کا ہاتھ بٹاتے رہئے تعاونوا علی البر والتقوی کا حکم انہیں موقعوں کے لئے ہے۔"

(صدق جدید ۲/۶۲ ۲۲)

اپنی جامعیت اور بلند خیالی کے اعتبار سے یہ مشورہ درحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول کی تشریح ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔"

جہاں تک مطلق دعا ی کا تعلق ہے ہر مکتب فکر کے علماء کو اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ اپنی کوشش اور جد وجہد کو "تبلیغ اسلام" کا نام دے مگر جو شخص اونچی سطح پر واقعات کی روشنی میں ان کی مساعی پر تنقیدی نگاہ ڈالنا چاہے اُسے مولانا ہی کے مشورہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

امت محمدیہ کو جو قرآن کریم میں خیر امت قرار دیا گیا ہے اس کی امتیازی باتوں میں سے ایک بڑی خوبی اُس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا علمبردار ہونا ہے جس کا مطلب اندرونی تربیت و اصلاح کے ساتھ ہی نوع انسان کے وسیع تر مفاد کی خاطر سراسر خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ کے تحت اپنے قول وعمل سے دین اسلام کی طرف دعوت دینا ہے اور اس کے لئے محض انفرادی جد وجہد پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ امت میں باقاعدہ مبلغین کی جماعت قائم کرنے اور ان کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہمہ وقت مشغول رہنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے اس زمانہ میں جبکہ روحانیت سے غفلت کی انتہا ہو چکی ہے اور ہر طرف الحاد و دہریت کا دور دورہ ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں ایسی جستجو پیدا ہونا امت مرحومہ کے حق میں ایک خوش کن امر ہے۔

جیسا کہ ابھی بیان ہوا ایک بیدار مغز انسان کے لئے بقول صدق جدید "سب سے بڑھ کر کارگذار جماعت" کا معلوم کر لینا چنداں مشکل نہیں۔ لیکن عجیب اتفاق کی بات ہے کہ مذکورۃ الصدر شذرہ کے چند ہفتے بعد ہی معاصر میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی جد وجہد کے متعلق ایک نہایت ہی واضح شذرہ بعنوان "اپنوں کے لئے" بایں الفاظ شائع ہوا۔

"آپ کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ (قادیانی) کے باقاعدہ مبلغ کتنی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان میں مشن قائم کئے ہوئے اپنا کام کر رہے ہیں؟ — ۲۰۰ اور ان دونوں ملکوں کے باہر جرمنی فرانس، انگلستان، امریکہ، سپین، ہالینڈ سوئٹزرلینڈ، برما، سیلون، غرض یورپ ایشیا، اور افریقہ کے ۲۲ ملکوں میں کہیں ایک، کہیں دو، کہیں اور زیادہ کتنے بھیجے ہوئے ہیں؟ — ۶۸۔

بڑی مسرت ہوگی۔ اگر اہل سنت یا جمہور ملت کے بڑے بڑے ادارے اپنے اپنے مبلغین کی تعداد مع بہ قید علاقہ وملک مطلع فرمائیں؟

(صدق جدید ۲/۶۲ ۱۶)

حقیقت یہ ہے کہ ایک خاص تنظیم کے ماتحت باقاعدہ طور پر ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کچھ جماعت احمدیہ ہی سے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے جس کے تحت خدا تعالیٰ اس جماعت کو اپنے دین کی اس طور پر خدمت واشاعت کی توفیق دے رہا ہے معلوم نہیں کہ مولانا دریا بادی صاحب کی اس تحریک پر "اہل سنت یا جمہور ملت کے بڑے بڑے اداروں" نے مطلوبہ معلومات موصوف کو بہم پہنچائی ہیں یا نہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے اہم فریضہ سے جس طور پر عامۃ المسلمین غفلت برت رہے ہیں اور اچھے خاصے ادارے بڑی بڑی تنظیمیں بھی اس خدمت سے محروم ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات اس قدر نمایاں ہو چکی ہیں کہ کئی زمانہ غیر ممالک میں اسلام کی صحیح نمائندگی کا شرف اس مقدس جماعت کے افراد کو حاصل ہوتا ہے۔ مسلم عوام کا یہ قابل افسوس جمود اور حرکت وعمل سے یکسر محرومی درحقیقت نتیجہ ہے اُس تازہ اور زندہ ایمان سے محرومی اور بے نصیبی کا کیونکہ تازہ ایمان اور پختہ یقین ہی ہے جو قوم کے مردہ جسم میں نئی زندگی پیدا کر دیتا ہے اور اسی تازہ بتازہ ایمان کی بدولت عرب کے بادیہ نشین دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا کے استاد بن گئے۔ اس سے نہ صرف اُن کی اپنی قوم میں عظیم انقلاب رونما ہوا۔ بلکہ وہ ایک پاکیزہ عالمگیر روحانی انقلاب کے بانی مبانی قرار پائے۔ پس آج بھی اسی تازہ اور زندہ ایمان کی ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ کو اس زمانہ کے مامور اور مرسل کے ہاتھ پر بیعت کرکے اور آپ کے دعاوی پر ایمان لا کر ایسی نعمت حاصل ہوئی جس نے اُن کے اندر تبلیغ و اشاعت دین کا ایک نہ ختم ہونے والا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ وہ اپنے پاکیزہ مالوں سے ہزاروں ہزار روپیہ خرچ کر کے اپنے دلوں میں خاص قسم کی لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنی جانوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کر دینے میں سعادت اور فلاح دارین سمجھتے ہیں۔ اور تبلیغ واشاعت دین کی خاطر عزیزوں اور وطنوں کی جدائی کو خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔

غیر ممالک میں اجنبی ماحول میں جا کر لوگوں کے دلوں کو بدل دینا کوئی آسان کام نہیں جو بجز تائید الٰہی اور نصرت خداوندی کے ممکن ہو سکے۔ مگر عجیب بات ہے خدا تعالیٰ ان مبلغین کو ہر جگہ ہی نمایاں طور پر مظفر و منصور فرماتا ہے۔ اور احمدی مجاہدین کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

صدق جدید کے ہر دو شذرات کو واقعات کے آئینہ میں دیکھنے سے اس بات کا فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اس قابل ہے کہ تبلیغ اسلام کے مقدس کام میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے۔ اور ساتھ ہی اپنی عملی زندگی اور خیالات کو بھی اس کے مطابق ڈھال لینے کی ضرورت ہے تاکہ ایک انسان کا ظاہر و باطن ایک ہو کر اُس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں جو ایک سچے مومن کی انتہائی خواہش اور دلی آرزو ہوتی ہے۔"

درخواستہائے دعا

۔ جناب ڈاکٹر اختر احمد صاحب اورینوی اڑیسہ کے دورہ پر آنے والے تھے مگر آنکھوں میں تکلیف ہو جانے کی وجہ سے نہیں آ سکے۔ آپ کے دورہ کا پروگرام طے کرنے کے لئے یہ عاجز اور جناب مولوی سید محمد احمد صاحب سابق پریذیڈنٹ امیر صوبہ اڑیسہ جب رات گیارہ بجے رکشا پر گھر واپس آ رہے تھے تو رکشا اُلٹ گیا ہم دونوں کو چوٹیں آئیں۔ عاجز کے داہنے حصہ میں سر سے لیکر پیر تک تکلیف ہے اور مکرم

قادیان میں عید الاضحیہ کی قربانیاں

عید الاضحیہ قریب سے قریب تر آ رہی ہے ہر صاحب حیثیت مومن اس موقعہ پر قربانی ذبح کرنیکے فریضہ کو ادا کرنیکی دلی خواہش رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی اس نیک تمنا کو پورا کرنیکے سامان کرے اور اُسے پایہ قبولیت بخشے۔ شرعی نقطہ نگاہ سے چونکہ قربانی کا گوشت کوئی معاوضہ نہیں ہوتا اسلئے قربانی کرنیوالا اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں اور دوسرے تعلق داروں کو اس گوشت کا ہدیہ پیش کر سکتا ہے نیز اپنے رہائشی مقام کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر بھی اُس کی طرف سے قربانی دی جا سکتی ہے

قادیان جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہونے کے لحاظ سے اور اس پہلو سے کہ اس مقدس مقام میں جن دوستوں کو اس وقت قیام کی سعادت حاصل ہے دراصل وہ ساری احمدیہ جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں بعض دوستوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کی قربانی کا جانور جماعتی انتظام کے ماتحت قادیان ہی میں ذبح کیا جائے تاکہ اُن کی طرف سے گوشت کا ہدیہ درویشان کرام کی خدمت میں پیش کیا جا سکے

اسی طرح بعض دوست ایسے مقامات میں رہائش رکھتے ہیں جہاں قربانی کا موزوں جانور دستیاب ہونے میں دقت پیش آتی ہے یا بعض دوست اپنی معروفیات کی وجہ سے جانور کے ذبح کرنے اور اس کا گوشت حسب دلخواہ افراد تک پہنچانے کے وسائل نہیں رکھتے ۔۔۔ ان سب احباب کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اُن کی طرف سے مرکز سلسلہ میں قربانی ذبح کرنے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ ایسے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس وقت قادیان میں اوسط درجہ کا قربانی کے قابل جانور ۳۰/۲۵ روپیہ میں دستیاب ہوتا ہے۔ پس جو دوست اس بات کی خواہش رکھتے ہوں کہ عید الاضحیہ کے موقعہ پر اُن کی طرف سے قادیان میں قربانی دی جائے۔ وہ جلد از جلد مندرجہ بالا حساب سے قربانی کی رقوم امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام ارسال فرمائیں۔ اور اپنے ارادہ اور خواہش سے اطلاع بخشیں۔ تا بروقت انتظام کیا جا سکے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان

اسلام کی خاطر جس قربانی کا بھی مطالبہ کیا جائے اسے پورا کرنے کی کوشش کرو

اللہ تعالیٰ قدم بقدم ہمیں قربانی کے اس معیار تک لا رہا ہے جس کے بغیر قومیں کبھی زندہ نہیں ہوا کرتیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا نمائندگان جماعت سے ایک اہم خطاب

فرمودہ ۲۱ر اپریل سنہ ۴۶ء بمقام قادیان

(دوسری قسط)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ر اپریل ۴۶ء کو مجلس مشاورت کے موقع پر نمائندگان جماعت سے جو خطاب فرمایا اس کی پہلی قسط گذشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے دوسری قسط افادۂ احباب کے لئے الفضل سے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

دوسری بات جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اب دنیا کے لئے

ایک خطرناک زمانہ آرہا ہے

ایک پیشگوئی کے بعد دوسری پیشگوئی پوری ہو رہی ہے اور آخری اور خطرناک صورتیں اب دنیا میں ظاہر ہونے والی ہیں۔ ان خطرناک تغیرات میں اگر کوئی جماعت لوگوں کے لئے مفید کام کر سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے دوسری جماعتیں مذہب اور دیانت سے بہت دور جا پڑی ہیں ان کی اغراض محض ذاتی اور نفسانی ہیں۔ صرف ایک ہماری جماعت ہی ہے جس کا ایثار محض خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اور جس کے سامنے [illegible] کے سامنے کوئی ذاتی مقصد نہیں جس سے وہ دنیا میں نیک تغیر پیدا کرنا چاہتی ہے بلکہ اس کا مقصد محض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور اس کا جلال لوگوں پر ظاہر ہو ایسے وقت اگر ہم اپنے فرائض سے کوتاہی کریں گے تو یہ امر دنیا کی تباہی کا موجب ہوگا اور اگر ہم اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا کریں گے تو

دنیا کی آئندہ اصلاح کے ہم بانی ہونگے

اور جو عظیم الشان تغیر پیدا ہوگا اس کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اس وقت ہم ایک ایسے نازک مقام پر ہیں کہ ذرا سی سستی اور غفلت کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والوں میں بھی شامل ہو سکتے ہیں اور اپنے فرائض ادا کر کے ہم خدا تعالیٰ کی بہترین مخلوق بھی بن سکتے ہیں۔ اس سے بہتر موقع شاید ہی آج تک کسی قوم کو ملا ہو۔ یہ وہ زمانہ ہے جس کے فتنوں کی تمام انبیاء نے خبر دی ہے ایسے زمانہ میں کام کرنے والی قوم دنیا میں معمولی قوم نہیں سمجھی جا سکتی بلکہ وہ ایک ایسی تاریخی یادگار کی حامل ہوگی کہ صرف دنیا کی زندگی تک اس کی

شہرت قائم نہیں رہے گی بلکہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ بھی اس یادگار کو بے توجہی سے نہیں دیکھے گا اور اس زمانہ میں

کام کرنیوالوں کو ایسا مقام

دے گا کہ دنیا حسد اور رشک کی نگاہوں سے اسے دیکھے گی پس یہ ایسا موقع نہیں جسے کوئی سمجھدار شخص گنوانے کے لئے تیار ہو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں کمانے والے بھی ہوتے ہیں پیشہ ور اور صاحبِ فنون بھی ہوتے ہیں اور اسلام ان کاموں میں حصہ لینے سے روکتا نہیں مگر ایسے موقع پر اگر کوئی شخص اپنی ساری توجہ ان مقاصد کے لئے ہی صرف کر دیتا ہے اور جس غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا گیا تھا اس کی طرف توجہ نہیں کرتا تو وہ دنیا کا احمق ترین انسان ہے وہ جاہل سے جاہل انسان سے بھی بدتر ہے کیونکہ اس نے ایک ایسا قیمتی موقع کھو دیا جس کے لئے پاگل بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ پس میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ آنے والے خطرات کے مقابلہ کے لئے

قربانی اور ایثار کی روح

اپنے اندر پیدا کرے۔ بے شک جب ہم جماعت کے افراد سے قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں تو محدود مطالبہ کرتے ہیں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ تم سے ہمیشہ اسی قسم کے مطالبات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ میں نے بار بار کہا ہے اور مجھے بار بار کہنے کی ضرورت ہے کہ جب ایک چیز متواتر کسی انسان کے سامنے آتی ہے تو وہ اس کی اہمیت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں قصہ مشہور ہے کہ ایک بچہ نے جو جنگل

میں بکریاں چرا رہا تھا ایک دفعہ مذاق کے طور پر شور مچا دیا کہ شیر آیا شیر آیا دوڑنا۔ یہ آواز سُن کر گاؤں کے لوگ لاٹھیاں اپنے ہاتھوں میں لے کر دوڑ پڑے مگر جب وہاں پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ لڑکے نے اُن سے مذاق کیا تھا۔ شیر کوئی نہیں تھا وہ لڑکے کو بُرا بھلا کہتے ہوئے واپس چلے گئے۔ مگر چند دنوں کے بعد واقعہ میں شیر آگیا اور اس نے اپنی مدد کے لئے گاؤں والوں کو آواز دی تو کوئی شخص بھی اس کی آواز پر نہ پہنچا اور شیر اُس لڑکے کو چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ یہ مثال اس غرض کے لئے بیان کی جاتی ہے کہ جھوٹ نہیں بولنا چاہیے کیونکہ جھوٹے آدمی کا اعتبار اُٹھ جاتا ہے اس نے پہلی دفعہ جھوٹ بولا تو

اس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ دوسری دفعہ جب وہ واقعہ میں سچ بول رہا تھا لوگوں نے یہی سمجھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واقعہ میں سچ بولا جا رہا ہوتا ہے مگر اس سچ کا مقصد لوگوں کا امتحان لینا ہوتا ہے جب بھی کوئی بڑا امتحان آنیوالا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اس کے متعلق لوگوں کو شروع سے خبر دینی شروع کر دیتا ہے مگر اس کا کامل ظہور ایک لمبے عرصہ کے بعد ہوتا ہے۔ درمیانی حصے جب ظاہر ہونے شروع ہوتے ہیں۔ اور قدم بقدم دنیا میں تغیر پیدا ہونے لگتا ہے تو بعض لوگوں کے دلوں میں ان درمیانی حصوں کو دیکھ کر یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ قربانی کا وہ عظیم الشان تصور جو ہمارے ذہنوں میں پیدا کیا گیا تھا وہ یہی ہے تب ان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ آنے والی قربانی کے لئے تیار نہیں ہو سکتے ہم ہمیشہ اپنی جماعت کے افراد سے یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہ مطالبہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے لئے اپنی

جانوں اور مالوں کو وقف کر دو

لیکن ہر زمانہ میں یہ معیار بدلتا چلا گیا ہے پہلے دن جب لوگوں نے اس آواز کو سُنا تو وہ آگے آئے اور انہوں نے کہا ہماری جان اور ہمارا مال حاضر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جواب کو سُنا اور فرمایا تم نمازیں پڑھا کرو۔ روزے رکھا کرو۔ اسلام اور احمدیت کو پھیلایا کرو اور اپنے مالوں میں سے کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کے لئے دیا کرو چاہے روپیہ میں سے دھیلہ ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں نے یہ سُنا ان کے دلوں میں حیرت پیدا ہوئی کہ کام تو بہت معمولی تھا پھر ہمیں یہ کیوں کہا گیا تھا کہ آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر دو۔ کچھ وقت گذرا تو لوگوں کو پھر آواز دی گئی کہ جان اور مال کی قربانی کا وقت آگیا ہے لوگ پھر اپنی جانیں اور اپنے اموال لے کر حاضر ہوئے تو انہیں کہا گیا تم روپیہ میں سے ایک پیسہ چندہ دے دیا کرو۔ اس پر کچھ مدت گذری تو مرکز کی طرف سے پھر آواز بلند ہوئی کہ آؤ اپنی جانیں اور اپنے اموال دین کی خدمت کے لئے وقف کر دو۔ لوگ پھر آگے بڑھے تو انہیں کہا گیا کہ آئندہ پیسہ کی بجائے دو پیسے روپیہ چندہ دیا کرو۔ یہ حالت اسی طرح بڑھتی چلی گئی دھیلے سے یہ آواز شروع ہوئی تھی پھر پیسہ پر پہنچی۔ پھر دو پیسے پر پہنچی۔ پھر کہا گیا اب دو پیسہ کا بھی سوال نہیں تین پیسے دیا کرو پھر یوں پیسے دیتے رہے۔ تو کہا گیا اب چار پیسے دیا کرو۔ پھر وقت آیا تو کہا گیا کہ اپنی جائدادوں اور اپنی آمدنیوں کی وصیت کرو۔ اور اس وصیت میں بھی کم سے کم دسویں حصہ کا مطالبہ کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ دسواں حصہ کم ہے۔ نہیں نواں حصہ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کریں۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے سمجھنے والا دل اور غور کرنے والا دماغ دیا ہے وہ تو جانتے ہیں کہ ہم کو قدم بقدم اس مقصد کے قریب کیا جا رہا ہے جس کے بغیر قومیں کبھی زندہ نہیں رہ سکتیں لیکن بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ

قربانی اور ایثار کے الفاظ

جو متواتر استعمال کئے جاتے ہیں حقیقت سے بالکل خالی ہیں۔ قربانی اور ایثار کے مالی لحاظ سے صرف اتنے معنے ہیں کہ روپیہ میں سے آنہ دے دیا آنہ نہ دیا تو ڈیڑھ آنہ دے دیا اور وقت کی قربانی کے لحاظ سے اس کے صرف اتنے معنے ہیں کہ ہم ۲۴ گھنٹے میں گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ دے دیا اور ان کی

نظروں سے یہ بات بالکل اوجھل ہو جاتی ہے کہ کسی دن مسیح پر بھی ایسا دن آنا ہے کہ اپنا مال قربان کرنے سے آگے بڑھنا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے ایک طبقہ میں بھی یہ احساس پیدا ہو چکا ہے کہ وہ الفاظ جو

جان اور مال کی قربانی

کے متعلق ہماری جماعت میں عام طور پر استعمال کئے جاتے ہیں وہ اپنے اندر بہت چھوٹے معنے رکھتے ہیں۔ الفاظ بے شک بڑے ہیں لیکن ان کا مفہوم نہایت معمولی ہے۔ مگر یہ بات بالکل غلط ہے ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر اس سے جان کا واقعہ میں مطالبہ نہیں کیا جاتا۔ اگر اس سے سارا مال نہیں لیا جاتا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ الفاظ کا مفہوم چھوٹا ہے یا ابھی وہ دن نہیں آیا کہ تم سے یہ مطالبات کئے جائیں۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ابھی تمہارے دل چھوٹے ہیں اور تم پر یہ

خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے

کہ وہ اس زمانہ کو پیچھے کرتا چلا جا رہا ہے ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ بغیر مال اور جان کی قربانی پیش کرنے کے کوئی جماعت خدا کی جماعت کہلا سکے۔ پس غافل مت ہو جانا اور شیر آیا شیر آیا کی آواز سنتے سنتے یہ خیال مت کر لینا کہ تم سے کوئی مذاق کیا جا رہا ہے۔ پہلے ایک آواز آئے گی اور تم میں سے سو فیصدی لوگ اس آواز کی طرف دوڑ پڑیں گے پھر دوسری دفعہ آواز آئے گی تو تم میں سے ۹۹ فیصدی اس آواز کی طرف چل پڑیں گے اور ایک شخص کمزوری دکھا کر پیچھے رہ جائے گا۔ اور وہ خیال کرے گا کہ یہ محض ایک دل لگی کی بات ہے ورنہ قربانی کیسی اور اسکی ترکیب کیا۔ پھر تیسری آواز اٹھے گی تو اٹھانوے اس آواز پر لبیک کہیں گے اور دو پیچھے رہ جائیں گے۔ پھر چوتھی آواز بلند ہوگی تو ستانوے جائیں گے اور تین پیچھے رہ جائیں گے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے اتنا لمبا عرصہ اس قربانی کے عملی ظہور پر گذر جائے گا کہ ممکن ہے آخر میں جب واقعہ میں شیر آ جائے اور حقیقی اور سچی آواز خدا تعالیٰ کے نمائندہ کے منہ سے نکلے اور

خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو جائے

کہ وہ آواز جو آج سے ۵۰-۶۰ سال پہلے بلند کی جا رہی تھی۔ اس کا حقیقی ظہور ہو تو اس غفلت کی بنا پر جو مرور زمانہ کی وجہ سے تم پر طاری ہو چکی ہو۔ تم میں سے بہت سے لوگ یہ گمان کرنے لگ جائیں

گے کہ اب بھی جان اور مال کی قربانی کے معنے روپیہ پر ایک آنہ چندہ دینا یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینا ہے۔ اور جان کی قربانی کے معنے ہفتہ یا مہینہ میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دے دینا ہے۔ حالانکہ وہ وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا نہیں ہوگا (نہ اپنے اوقات میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا ہوگا۔ بلکہ سوائے کا سارا مال اور ساری کی ساری جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا وقت ہوگا تب ممکن ہے کہ سو میں سے ۱۰ یا ۱۲ یا ۶ یا ۴ تو آگے بڑھیں اور باقی جماعت

خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک

کہنے سے محروم رہ جائے اور پھر بعد میں باوجود اس کے کہ وہ ہزار دروازہ کھٹکھٹائیں اور چلائیں اور شور مچائیں۔ پھر بھی دروازہ ان کے لئے نہ کھولا جائے۔ اور وہ خدائی قلعہ میں داخل ہونے سے محروم ہو جائیں جیسے حضرت مسیحؑ نے کہا کہ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا۔ تو میرے انتظار میں بہت سی کنواریاں اپنے ہاتھوں میں شمعیں لے کر کھڑی ہوں گی۔ ان میں سے کچھ تو ایسی ہوں گی۔ جو تیل کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھ لے کر جائیں گی۔ کیونکہ وہ کہیں گی کہ ہمیں کیا معلوم آنے والا کب آنا ہے۔ ہم صرف اتنا تیل اپنے ساتھ کیوں لے جائیں جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ختم ہو جائے ہم اپنے ساتھ کافی تیل لے جائیں گی تاکہ

دولہا آنے میں دیر لگائے

تو ہماری شمعیں بجھ نہ جائیں تیل ہمارے پاس ہو اور ہم اس کے انتظار میں کھڑی رہ سکیں۔ لیکن کچھ بے وقوف ہوں گی جو سمجھیں گی کہ آنیوالا دس پندرہ منٹ تک آ جائے گا۔ ۱۵ منٹ میں نہ آ سکا تو آدھ گھنٹہ تک آ جائے گا آدھ گھنٹہ میں نہ پہونچ جائے گا۔ ایک گھنٹہ میں نہ آیا۔ تو ڈیڑھ گھنٹہ میں آ جائے گا اس سے زیادہ اس نے کیا دیر لگانی ہے۔ وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا اندازہ کر کے تیل اپنے ساتھ لے جائیں گی اور

آنے والے کا انتظار

کریں گی مگر آنے والا نہیں آئے گا۔ اور وہ اس کے انتظار میں کھڑی رہیں گی یہاں تک کہ ان کا تیل ختم ہو جائے گا۔ اور شمعیں بجھ جائیں گی۔ تب وہ اپنی ساتھنوں سے کہیں گی کہ دولہا کے آنے میں بہت دیر ہو گئی ہے۔ اب ہم جس قدر تیل اپنے ساتھ لائی تھیں ختم ہو چکا ہے اپنے تیل میں سے کچھ ہمیں بھی دو۔ تاکہ ہم آنے والے دولہا کا انتظار کریں۔ وہ انہیں جواب دیں گی کہ ہم تمہیں کیوں تیل دیں

اور کیوں اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالیں۔ جاؤ اور بازار سے تیل لے آؤ۔ جب وہ بازار سے تیل لینے جائیں گی۔ تو

دولہا یعنی مسیح آ جائے گا

اور وہ اس کے دیکھنے سے محروم رہ جائیں گی۔ دولہا اپنی دلہنوں کو لے کر قلعہ میں داخل ہو جائے گا اور اس کا دروازہ بند کر لے گا۔ بعد میں دوسری عورتیں آئیں گی۔ اور وہ شور مچاتے ہوئے کہیں گی۔ کہ ہم بھی تیری دولہنیں ہیں۔ ہم صرف تیل لینے گئی تھیں۔ اب ہم بازار سے تیل لے آئی ہیں قلعہ کا دروازہ کھول تاکہ ہم بھی اندر داخل ہوں مسیح انہیں جواب دے گا کہ اب تمہارے لئے دروازہ نہیں کھولا جا سکتا۔ وہ جو دولہا کے انتظار میں بیٹھی رہیں وہی اس بات کی مستحق تھیں کہ دولہا کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوتیں مگر وہ جو اس کا انتظار نہ کر سکیں وہ اس قابل نہیں کہ ان کے لئے دروازہ کھولا جائے اور اس دروازہ سے ہٹ جاؤ کہ اب تمہارے لئے یہ دروازہ نہیں کھولا جا سکتا۔

یہ مسیح نے اپنی

آمد ثانی کے متعلق ایک تمثیل

بیان فرمائی ہے اور یقیناً اس کے کوئی معنے ہیں۔ یہ ہی معنے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں حقیقی قربانیوں کو زیادہ سے زیادہ پیچھے ڈالا جائے گا یہاں تک کہ جب حقیقی دلہنیں بننے کا وقت آئے گا۔ اس وقت کچھ طبقہ یہ سمجھنے لگ جائے گا کہ حقیقی قربانیوں کے معنے ایک آنہ چندہ دینا یا ایک گھنٹہ وقت دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ جب کہا جائے گا کہ آ گیا وقت جان کی قربانی کا تو وہ سمجھیں گے آ گیا وقت گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ دینے کا اور جب کہا جائے گا

آ گیا وقت مال قربان کرنے کا

تو وہ سمجھیں گے کہ آ گیا وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا۔ حالانکہ اس وقت گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا سوال نہیں ہوگا بلکہ اپنی جان کو قربان کرنے کا سوال ہوگا۔ اور اس وقت صرف آنہ ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے سارے مال اور ساری جائداد سے ایک لمحہ کے اندر اندر دست بردار ہو جانے کا سوال ہوگا۔ جس نے اسی لئے قدم بقدم جماعت میں ان قربانیوں کا احساس پیدا کرنے کے لئے

وقف جائداد کا طریق

جاری کیا تھا۔ اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ ہر شخص واقعہ میں اپنی جائداد سلسلہ کو

دے دے اس کے معنے یہ بھی نہیں تھے کہ جو وہ ... کے بعد اس کے ... لی جائیں گی۔ یہ معنے بھی نہیں تھے کہ مرنے کے بعد ان کی جائدادیں لے لی جائیں گی۔ اس کے معنے صرف اتنے تھے کہ جماعت یہ ارادہ کرے کہ وہ اپنی جائدادیں سلسلہ کو پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ مگر اس تحریک پر تین سال گذر گئے ہیں اب تک جماعت کا ایک فیصدی حصہ بھی اس میں شامل نہیں ہوا۔ حالانکہ یہاں کوئی جائداد دینے کا بھی سوال نہیں۔ پوری دینے کا سوال نہیں چوتھی دینے کا بھی سوال نہیں آدھی دینے کا بھی سوال نہیں پانچ یا دس فی صدی دینے کا بھی سوال نہیں

صرف ارادے کا سوال ہے

مگر اس ارادے میں بھی ساری جماعت شامل نہیں ہوئی۔ اب بتاؤ جب قربانی کے صرف ارادہ میں جماعت کا ایک فیصدی حصہ بھی شامل نہ ہو۔ تو جب حقیقی قربانیوں کا وقت آیا اس وقت کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ سو فیصدی تو الگ رہے ایک فی صدی لوگ بھی اس میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ میرا منشا اس تحریک سے صرف اتنا تھا کہ میں جماعت کے ذہنوں کو

آئندہ آنے والی قربانیوں کے لئے تیار کروں

اور وہ اپنی تیاری کا ثبوت دینے کے لئے سلسلہ کو صرف اس قدر لکھ دیں کہ ہماری جائدادیں اب ہماری نہیں رہیں بلکہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے وقف ہو چکی ہیں۔ مگر افسوس کہ ہماری جماعت کے بہت سے دوست یہ الفاظ لکھنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑگانوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مقرب صحابی تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ممبر تجویز کئے تھے۔ ان میں آپکا بھی نام تھا۔ مگر خواجہ صاحب نے بعد میں ان کا اور بعض اور دوستوں کا نام نکلوا دیا۔ وہ سنایا کرتے تھے کہ گوڑگانوں میں ایک بنیا تھا جس کے ایک پٹھان رئیس سے بہت تعلقات تھے مگر تعلقات محبت کے باوجود اس کی حالت یہ تھی کہ جب کبھی اس نے خان صاحب سے ملنا تو اپنے تعلقات اور محبت کے اظہار کے لئے بڑے جوش سے کہنا۔ خانصاحب۔ خانصاحب تمہارا مال سو ہمارا مال۔ اور آپ کا مال سو ہیں ہیں ہیں۔ یعنی خانصاحب آپ کا مال تو ہمارا مال ہوا۔ اور ہمارا مال۔ اس کے متعلق آپ کیا پوچھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ہیں ہیں ہیں کہہ کر بات ختم کر دینی۔ گویا دنیا تو الگ رہا وہ منہ سے یہ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرا مال آپ کا مال ہے۔ بلکہ

میں ہی میں کہہ کر خاموش ہو جاتا تھا۔ یہی بات اگر ہماری جماعت کے بعض افراد میں بھی پیدا ہو جائے تو ہم اپنی جماعت کے کامیاب ہونے کی کس طرح امید رکھ سکتے ہیں

ضرورت اس بات کی ہے

کہ ہماری جماعت کے تمام افراد کم سے کم یہ احساس اپنے اندر پیدا کریں کہ ہم سے جب بھی کسی قربانی کا مطالبہ کیا جائے گا ہم اسس کو پیش کر دیں گے اور اسس بات کو اپنے دلوں سے نکال دیں کہ بار بار جانی اور مالی قربانیوں کا مطالبہ کرنے کے باوجود ابھی تک جان اور مال کو قربان کرنے کا وقت نہیں آیا۔ زمانہ اس وقت قریب سے قریب تر ہو رہا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آج سے دس سال بعد یا بیس سال بعد یا پچاس سال بعد وہ زمانہ آنے والا ہے مگر بہر حال وہ منزل ہمارے قریب آ رہی ہے اور جب تک ہماری جماعت اس دروازہ میں سے نہیں گذرے گی وہ صحیح معنوں میں ایک مامور کی جماعت کہلانے کی بھی حق دار نہیں ہو سکتی۔ یہ قطعی اور یقینی اور لازمی بات ہے کہ ہم اسلام اور احمدیت کو پھیلاتے ہوئے خطروں کے طوفانوں سے گذریں گے۔ اسی طرح یہ قطعی اور یقینی اور لازمی بات ہے کہ ہمیں ایک دفعہ ہجرت کرنی پڑے۔ اور اپنے مکانوں اور جائدادوں سے محض خدا کے لئے دست بردار ہو جانا پڑے۔ مگر ابھی تک ہم اسس امتحان سے بھی نہیں گذرے۔ بہر حال یہ دن جلد یا بدیر آنے والا ہے۔ اور ہماری جماعت کے افراد کو اس دن کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ ہمیں کیا معلوم کہ وہ دن کب آنے والا ہے۔ ہم ان بیوقوف کنواریوں کی طرح کیوں بنیں جو اپنے ساتھ تھوڑا سا تیل لے کر گئی تھیں اور جو تیل کے ختم ہو جانے پر اس بات پر مجبور ہوئی تھیں کہ بازار جائیں۔ ہمیں ان عقلمند کنواریوں کی طرح بننا چاہیئے جو اپنے ساتھ کافی تیل لے گئی تھیں۔ جو دولہا کے انتظار میں کھڑی رہیں۔ یہاں تک کہ دولہا آیا اور وہ اس کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہو گئیں

ہمیں اس سلسلہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ ہمیں خدا کے رسول پر تقدم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور یہ حکم محض خدا کے انبیاء سے مخصوص نہیں۔ بلکہ جس طرح ایک نبی پر تقدم منع ہے اسی طرح اس کے خلیفہ پر بھی تقدم منع ہے پھر اب خلیفہ بھی مصلح موعود تھا جسے اس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی فتح کے لئے جرنیل مقرر کیا ہو۔ اس پر تقدم تو بہت ہی ناجائز بات ہے

جماعت کا فرض ہے

کہ وہ ہر معاملہ میں ڈر ڈر کر اور پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی مورد بن جائے ہر قدم جو اٹھے ایسا ہے کہ اس میں

خدائی رہنمائی کی ضرورت ہے

اور خدا کا میرے ساتھ یہ سلوک ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے فضل سے میری رہنمائی فرماتا ہے بعض دفعہ الفاظ میں وہ مجھ پر وحی نازل کر دیتا ہے اور بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک میرے ساتھ اتنی کثرت اور اتنے تواتر سے ہوتا ہے۔ کہ میں خود حیران رہ جاتا ہوں کہ میری زبان سے کیا نکل رہا ہے مگر ابھی چند دن نہیں گذرتے کہ جو کچھ میری زبان پر جاری ہوا ہوتا ہے وہ واقعات کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں ایک بات کہتا ہوں اور خود مجھے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی مگر چند دنوں کے اندر اندر غیب سے اس کے لئے سامان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ کوئی افریقہ میں پیدا ہونے لگتا ہے کوئی امریکہ میں پیدا ہونے لگتا ہے اور ان انقلابات کو دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ وہ الفاظ میرے نہیں تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی خفی سے میری زبان پر جاری ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کسی دوسرے کو ان سے واقف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ واقف ہونے سے اس کی ساری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا علم کلام

تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان سنہ ۱۹۶۱ء

(۷)

تمام مذاہب کو روحانی چیلنج

حضرت بانیٔ سلسلہ کا روحانی علم کلام صرف مخالف مکتب ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ نے اسلام کے مقابل پر دیگر سب مذاہب کے پیروؤں کو روحانی مقابلہ کی دعوت عام دی چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے۔ . . . خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ میں میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبر دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا کیا کوئی ہے؟ کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے ہزارہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دیئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۶)

تاریخ احمدیت اس امر پر شاہد ہے کہ مخالفین اسلام کو روحانی مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی اور یہ روحانی علم کلام اسلام کی سچائی کی دلیل تھا۔

غیروں کی آراء

اب میں اپنی تقریر کے آخر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے چند معاصرین و مخالفین اور غیر مسلم محققین کی ان آرا کو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جس میں انہوں نے آپ کے علم کلام کی خوبی و کامیابی کا اعتراف و اقرار کر کے آپ کو اسلام کا ایک فتح نصیب جرنیل قرار دیا ہے۔ سچ ہے ؎

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

۱۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ "حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وفات پر تحریر فرمایا کہ:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا . . . . اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے . . . . اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہونچ گیا۔"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

۲۔ امرتسر کے غیر احمدی اخبار وکیل کے ایڈیٹر آپ کے وصال کی خبر درج کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:۔

"وہ شخص۔ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار

قوت اور طاقت باطل ہو جاتی ہے بہر حال ہمیں

دعا کرنی چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل ۱۰ ۴/ ۶۲)

کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا (خالی ہاتھ نہیں وہ خدا کی رحمت وفضل کے پھول لایا تھا اور درود وسلام کا گلدستہ لے کر دنیا سے گیا۔ ناقل) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں۔ کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو، ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو۔ ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مخالفینِ اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اُس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا۔ قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

(اخبار وکیل امرتسر)

۳۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات پر الہ آباد کے انگریزی اخبار پائنیر نے لکھا

"اگر گذشتہ زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالمِ بالا سے واپس آکر اس زمانہ میں دنیا میں تبلیغ کرے تو وہ جیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ بے موزوں معلوم نہ ہو گا جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ اُن پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے اور یہ کہ انہیں ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ایک دفعہ اُنہوں نے بشپ ویلڈن کو (غالباً یہ نام غلطی سے بشپ لیفرائے آف لاہور کی جگہ لکھا گیا ہے۔ ناقل) چیلنج دیا (جس نے اُسے حیران کر دیا) کہ وہ نشان نمائی میں اُن کا مقابلہ کرے اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار تھے کہ سماوی نشانوں کے ماتحت بشپ صاحب جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کر لیں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکا استعمال نہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دنیا کے اندر حرکت پیدا کر دی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد صاحب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ ۔ ۔ ۔ بہر حال قادیان کا نبی ان لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔"

(اخبار پائنیر الہ آباد۔ ۳۰ رمئی ۱۹۰۸ء)

۴۔ جماعت احمدیہ کے شدید مخالف مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب اپنی کتاب "فتنہ ارتداد" میں رقمطراز ہیں:-

"آریہ سماج کے معرضِ وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسبِ معمول جلدی خوابِ گراں طاری ہو گئی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد کا دامن فرقہ بندی سے پاک نہ ہوا۔ تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابلِ تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں ملخصاً)

۵۔ شری پریم دت ڈیرہ دون کے اخبار فرنٹیئر میل the Frontier mail میں لکھتے ہیں۔

"احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے جملہ مذاہب کے ساتھ رواداری اُس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ تمام پیشوایانِ مذاہب کی عزت و تکریم کرتے ہوئے احمدیوں نے اُن کی تعلیمات کو اپنی مذہبی کتب میں شامل کیا ہے۔ چالیس سال پیشتر یعنی اُس وقت جبکہ مہاتما گاندھی ابھی ہندوستان کے اُفقِ سیاست پر نمودار نہ ہوئے تھے مرزا غلام احمد نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت فرمایا اپنی تجاویز رسالہ "پیغام صلح" کی شکل میں ظاہر فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے ملک کی مختلف قوموں کے درمیان اتحاد و اتفاق اور محبت و مفاہمت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کی شدید خواہش تھی۔ کہ لوگوں میں رواداری اخوت اور محبت کی روح پیدا ہو۔ بے شک آپ کی شخصیت لائقِ تحسین اور قابلِ قدر ہے کہ آپ کی نگاہ نے مستقبل بعید کے کثیف پردہ میں سے دیکھا اور صحیح رستہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔"

(فرنٹیئر میل ۱۲ر دسمبر ۱۹۴۸ء)

۶۔ جناب ستنگرا اسی جہرہ ایم بی بی ایس اخبار "سٹیٹسمین" دہلی (Statesman) مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں رقمطراز ہیں۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گروہ پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اُس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابندِ قانون ہے یہی ایک واحد جماعت ہے جو ملکی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ ۔ ۔ یہ سب کچھ اُن کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بہتر نتائج میں جن کی آپ نے اشاعت کی۔ ۔ ۔ ۔ بہت کم مسیحی نے اہلِ اسلام پر ایسا اثر ڈالا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے آپ کی عظمت کا اندازہ۔ آپ کی شخصیت۔ عقیدہ اور تعلیم کے خلاف پراپیگنڈا کی شدت سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ پرانے عقائد کے مسلمانوں کو اس بات کا ڈر تھا کہ اُن کے ہم خیال کم ہو جائیں گے۔"

(اسٹیٹسمین دہلی ۱۲ر فروری ۱۹۴۹ء)

حضرات! مندرجہ بالا آراء سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا علم کلام کس قدر موثر اور انقلاب انگیز تھا۔ جس نے نہ صرف لوگوں کے اذہان وافکار اور عقائد و نظریات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا بلکہ دلوں میں بھی ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا کر کے رکھ دی۔ اگر آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب اور تصانیف کا مطالعہ کریں۔ تو آپ پر صاف منکشف ہو جائے گا کہ حضور کے علم کلام کا نقطۂ مرکزی وہ مقدس مقصد تھا جس کو حضور مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا۔ وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں۔ اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدائی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دُعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ

مندرجہ ذیل مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب کی از ماہ مئی ۱۹۶۲ء تا ماہ اپریل ۱۹۶۳ء کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ پہلی قسط ہے۔ یعنی ابھی تک بقیہ مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے انتخاب موصول نہیں ہوئے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد از جلد قائد کا انتخاب کر کے دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے منظوری حاصل کر لی جائے۔

چک امبڑ تھ ... راجہ منیر احمد خان صاحب
جمشید پور ... سید محمد احمد صاحب
کرونا گاپلی ... پی علیار کنجو صاحب
حیدرآباد ... خواجہ عبدالحمید صاحب انصاری
موسی بنی مائینز ... شیخ مبارک احمد خان صاحب
یادگیر ... بشیر الدین احمد صاحب

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

احمدیہ بکڈپو قادیان کی ملکیت کے متعلق اعلان

احمدیہ بکڈپو قادیان پہلے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت تھا۔ لیکن ۱-۴-۶۱ سے صدر انجمن احمدیہ نے احمدیہ بکڈپو کا جملہ اسٹاک کتب مکرم عبدالعظیم صاحب درویش تاجر کتب کے پاس فروخت کر دیا تھا۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا تاریخ سے مکرم عبدالعظیم صاحب احمدیہ بکڈپو کے مالک۔ مختار و پروپرائٹر ہیں اب صدر انجمن کے کسی صیغہ کا احمدیہ بک ڈپو قادیان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق باقی نہیں رہا اور نہ انجمن کا کوئی صیغہ ان کے ساتھ لین دین کے کسی معاملہ میں کسی امر کا ذمہ وار ہے۔ لین دین کے تعلق میں براہِ راست عبدالعظیم صاحب تاجر کتب سے معاملہ طے کیا کریں اور آئندہ انجمن کے صیغہ جات کو اس بارہ میں نہ لکھا جایا کرے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

(بقیہ صفحہ ۶)

جواب نابود ہے۔ اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگاؤں اور یہ سب میری قوت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۱)

اس مقدس مشن کی داغ بیل حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبارک ہاتھوں سے ڈالی جا چکی ہے اور ہر آنیوالا دن حضرت "سلطان القلم" کے ان ماموارنہ الفاظ کی موافقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا چلا جاتا ہے۔ جو آج سے قریباً اکساٹھ برس پہلے قلم سے نکلے تھے کہ

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھیگا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

پس مبارک ہیں وہ جو اس مامور ربانی اور مرسل یزدانی کو شناخت کر کے آپ کی آواز پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل کریں اور اس طرح اس مقدس مشن کی تکمیل کے لئے جد و جہد اور سعی و قربانی کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ اپریل ۱۹۶۲ء میں ختم ہے

۱۹۱۹ مکرمی پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب گیا
۱۸۲۹ ,, خادم حسین صاحب کاٹھا بن کرٹلی
۱۵۰۹ ,, مولوی نور الدین صاحب وکیل خورداپور
۱۲۳۶ ,, غضنفر خان صاحب گیّ
۱۸۸۳ ,, قریشی عبدالرحمن صاحب نیما پور
۱۰۲۶ ,, ڈاکٹر ایم رفیع اللہ صاحب فیض آباد
۱۲۳۰ ,, میر غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل پونچھ
۲۱۳۱ ,, میر غلام دین صاحب ٹھیکیدار جموں
۲۱۳۲ ,, چوہدری عبدالغنی صاحب نمبردار جھجلہ
۲۱۳۴ ,, ایس۔ایچ احمد صاحب جمشید پور
۲۱۳۵ ,, ڈاکٹر ایم۔ اے ظفر صاحب ایم بی بی ایس بھدروا
۲۱۸۰ ,, ولی محمد صاحب اسلام آباد
۱۰۰۲ ,, محمد شفیع صاحب کانپور
۱۷۱۳ ,, محمد احمد صاحب کانپور
۱۵۵۹ ,, سید منظور احمد صاحب بھوبنیشور
۱۰۰۱ ,, محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی حیدرآباد دکن
۱۲۶۶ ,, عبدالستار خان صاحب شاہ آباد
۲۱۸۷ ,, ایم عبدالقدیر صاحب جمشید پور

(مینیجر بدر قادیان)

ضروری اعلان

نظارت ہذا کی طرف سے ایک سالانہ سرکلر چٹھی کے ذریعہ اس بات کی اطلاع دی گئی تھی کہ جماعتوں میں نظارت کی طرف سے ایسے فارم بھجوائے جائیں گے جن میں آئندہ سال کے لئے احباب جماعت سے بیعتوں کے وعدے لیکر بھجوائے جائیں اس کے مطابق اب نظارت کی طرف سے یہ فارم "وعدہ کنندگان بیعت" بھجوائے جا رہے ہیں۔ جن جماعتوں میں مبلغین ہیں وہاں کے پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں یہ فارم بھیجے جا رہے ہیں۔ چاہیئے کہ جہاں پر مبلغین متعین ہیں وہاں کے پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ مبلغ کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور جہاں مبلغ نہیں وہاں سیکرٹریان تبلیغ اس کام کو سرانجام دیں اور پریذیڈنٹ صاحبان سیکرٹریان تبلیغ کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

"فارم وعدہ کنندگان بیعت" پر اسی طرح وعدے لئے جائینگے جس طرح چندہ تحریک جدید اور چندہ وقف جدید کے وعدے لئے جاتے ہیں۔ اور ہر وعدہ کنندہ کا وعدہ اگر سال رواں میں پورا نہ ہو تو اس کے نام اگلے سال بقایا نکالا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح بیعتوں کے وعدے بھی لئے جائینگے۔ اور جن دوستوں کے وعدے سال رواں میں پورے نہ ہو سکیں گے انکے نام آئندہ سال میں بقایا دکھایا جا سکتا ہے۔

سال کا شمار مالی سال یعنی یکم مئی سے شروع ہوا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشاء مبارک ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

یہ تقرر یکم مئی ۱۹۶۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے (ناظر اعلیٰ قادیان)

برہ پورہ - پوسٹ آفس بھاگل پور - بہار

پریذیڈنٹ - مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب مختار
وائس پریذیڈنٹ و سیکرٹری تبلیغ - سید محمد صدر الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی
سیکرٹری مال - سید ابو ناصر صاحب بی۔ اے
,, تعلیم و تربیت - ,, محمد فیروز الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی

چنتہ کنٹہ - ضلع محبوب نگر - آندھرا پردیش

صدر - محترم سیٹھ معین الدین صاحب - نائب صدر - مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب
سیکرٹری امور عامہ و ضیافت - مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب
,, تعلیم و تربیت و امام الصلوٰۃ - مکرم عبدالحفیظ صاحب
,, امور عامہ و ضیافت - مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب - سیکرٹری تبلیغ مکرم عبدالغنی صاحب
,, مال و امین - ,, حسن محمد صاحب کلاں
,, تحریک جدید و وقف جدید - مکرم سراج محمد صاحب
قاضی - مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب
آڈیٹر - ,, حسن محمد صاحب خورد

(باقی ملاحظہ پر مسلسل)

ساندھن۔ براستہ اچھنیرا ضلع آگرہ یو۔پی

صدر۔ مکرم برکت اللہ خان صاحب
سیکرٹری مال و تبلیغ " بہادر خاں صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت " شان محمد صاحب
" امور عامہ " کریم الدین صاحب

یمنا پور۔ ڈاکخانہ رنگم پیٹ ضلع گلبرگہ میسور

صدر و سیکرٹری تعلیم و تربیت مکرم قریشی عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے
" مال " مبارک احمد صاحب وکیل
" تبلیغ " عبد العزیز صاحب استاد

رائچور۔ میسور سٹیٹ

صدر مکرم مولوی عبد السبحان صاحب ڈلیفو یاسین نزد سکندر مسجد
سیکرٹری مال۔ " عبد الکریم صاحب مالک غفوریہ پریس
" تبلیغ - عبد الغفور صاحب پروپرائٹر غفوریہ پریس

اڈگور۔ ضلع گلبرگہ میسور سٹیٹ

صدر۔ شاہ محمد قاسم صاحب کارخانہ پان مارکہ بیڑی فیکٹری
سیکرٹری مال " عبد الحمید صاحب " " " "
سیکرٹری تبلیغ " غلام رسول صاحب " " " "

پتہ پرمبم۔ مالا بار

صدر۔ مکرم سی۔ کے علوی صاحب
سیکرٹری مال۔ " سی ابوبکر صاحب

بنگلور۔ میسور سٹیٹ

صدر۔ مکرم بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب دار الفضل ۵ ایبرٹ بکر روڈ
سیکرٹری مال " مولوی محمد امام صاحب ڈینٹل سرجن " " "
" تعلیم و تربیت " محمد صبغۃ اللہ " " "
" امور عامہ " محمد فضل اللہ صاحب " " "
" دعوۃ و تبلیغ " مرزا عبد الرحمٰن صاحب "

نوٹ۔ جملہ امراء صاحبان و صدر صاحبان و مبلغین کرام کی خدمت میں تحریر خدمت ہے کہ نیا مالی سال شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے آپ اپنے حلقہ کی جماعتوں کا انتخاب جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ بہت تاکید ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعتہائے جزائر فجی

جزائر فجی سے ایک دوست محترم عبد اللطیف خان صاحب پشاور کے جو کئی سالوں سے وہاں آباد ہیں مع اہلیہ محترمہ زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے تھے۔ پھر سر سینگوس زیارت قبر مسیح کے لئے روانہ ہوئے وہاں سے ربوہ جا کر ہیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ و بزرگان کی زیارت کے بعد حج بیت اللہ کے لئے جانے کا پروگرام رکھتے تھے۔ انہی تک قریباً تمام ممالک کی جماعتہائے احمدیہ میں جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ چنانچہ قادیان آنے تک انڈونیشیا، بورنیو، ہانگ کانگ، سنگاپور، ملایا اور کلکتہ ہو آئے تھے۔

بتاتے تھے کہ ۱۹۵۹ء میں وہاں کے محترم محمد رمضان صاحب بیعت کر گئے تھے۔ وہ اس سے غیر مبایعین کی جماعت کے صدر تھے۔ اور قادیان اور ربوہ کی انہوں نے مع اہلیہ محترمہ زیارت کی۔ اور واپس جا کر تبلیغ کی۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کر کے مکرم شیخ عبد الواحد صاحب رسالت حامد جیبی (ایران) کو منگوایا۔ اب خوب تبلیغ ہو رہی ہے۔ ہم نے بھی گذشتہ سال سے بیعت خلافت کر لی ہے۔

احباب سے درخواست دعا کرتے تھے کہ ان کا حج اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ بخیریت سفر تمام ہو اور اس ملک میں احمدیت جلد ترقی کرے۔

خاکسار ملک صلاح الدین
(مؤلف اصحاب احمد۔ قادیان)

حیدرآباد (دکن) میں ایک دلچسپ تبلیغی پروگرام

(بقیہ صفحہ اول)

احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد نے وفات مسیح پر وضاحت سے قرآن کریم کی رو سے روشنی ڈالی۔ اور آپ نے وما محمد الا رسول الخ سے رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد صحابہ کا وفات مسیح پر اجماع ثابت کیا۔ مکرم بشیر الدین صاحب فاضل کے بعد مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی۔ ایل ایل۔ بی نے وفات مسیح پر تقریر فرمائی۔ آپ نے کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی الخ سے وفات مسیح کا استدلال فرمایا۔ آپ نے بخاری شریف کی حدیث پیش کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ یہی معنے وہی معنے پیش کئے ہیں جو حضور اکرم صلعم نے اس آیت کے حق میں فرما دیئے ہیں۔ ہر مقرر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت دیگئی۔ جس کی وجہ سے پروگرام بڑا ہی دلچسپ رہا۔ آخر میں حاضرین کے مجبور کرنے پر صدر جلسہ نے مسئلہ حیات مسیح کا پس منظر پیش کیا کہ یہ مسئلہ کس طرح اسلامی لٹریچر میں عیسائیوں کی طرف سے ہی شامل کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اگرچہ ایک صدر کی حیثیت سے میں نہیں چاہتا کہ آج کسی موضوع کے حق میں یا خلاف تقریر کروں مگر بعض تحریری سوالات کا جواب مجھ سے ہی چاہا گیا ہے۔ اس لئے اس پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ چنانچہ حاضرین کے سوالات کی روشنی میں قبر مسیح اور حضرت مسیح اور انکی والدہ کی ہجرت اور مقام ربوہ ذات قرار و معین پر قرآن مجید میں پناہ دینے کا ذکر اور احادیث سے حضرت مسیح کی عمر پر روشنی ڈالی۔ آپ نے وما قتلوہ وما صلبوہ الخ پر وضاحت سے روشنی ڈالی کہ اصل میں یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک تہمت الزام یعنی لعنتی موت کے مقابلہ میں قرآن نے حضرت مسیح کو باعزت طبعی موت کا ذکر کیا ہے۔ باوجود سوالات کی کھلی اجازت کے ساری کارروائی نہایت ہی پرسکون رنگ میں انجام پذیر ہوئی۔ اور اس دفعہ خدا کے فضل سے کافی سعید غیر احمدی دوست تشریف لائے تھے۔ جن میں مکرم ایم۔ ایم ہاشم ایم۔ اے اور ان کے رفقاء قابل ذکر ہیں۔

صاحب صدر کی طرف سے آئندہ ہفتہ کا پروگرام سنایا گیا۔ حاضرین میں سے بعض نے غیر احمدی دوستوں نے تقریر کیلئے نام پیش کئے اس ہفتہ پھر اسی عنوان پر تقاریر ہونگی یعنی حضرت مسیح وفات پا گئے یا زندہ ہیں۔ غیر احمدی مقررین کے علاوہ ہندوستانی عیسائی مشن کے انچارج بھی حصہ لینگے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو سعید روحوں کیلئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

خاکسار رشید احمد جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

درخواست دعا

۱۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری وکیل تین ماہ ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے بستر علالت پر دراز رہے۔ ایک موقعہ پر تو زندگی ختم نظر آتی تھی۔ اب ڈاکٹر نے چند قدم چلنے کی اجازت دی ہے۔ شدید ناطاقتی ہے۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت اور خدمت دین والی عمر عطا کرے۔ خاکسار ملک صلاح الدین قادیان